روبینہ کوثر
لیکچرار، گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین ، فیصل آباد

اُردو ناول کو کیسا ہونا چاہیے

"The origins of storytelling /anecdotes and myth dates back to the start of human life. Myth gave way to the birth of novel. Novel is an important genre of Literature that has just been born about no more than three centuries ago. It has been introduced to Urdu literature from English literature. It is considered to be a more developed form of myths and anecdotes. Its subject matter deals with the representation of human life. Novel, no doubt, is an art form and all the art forms are the mirror reflection of life. A novel must have coherence and unity for its subject matter and form are related to each other just like the body and soul. Preferential treatment of human values is an important feature of the novel. Each one of them does have the quality of being significant and it promotes nature. The novelist recreates his imaginary world for the readers. Novel is the mirror of life but this mirror reflects life in a deeper and charged way. This thesis sheds light upon these features.

دنیا میں انسانی زندگی کی ابتدا کے ساتھ ہی قصہ کہانی کا آغاز بھی ہو گیا۔دنیا کی تاریخ دیکھیں تو حضرت آدم اور حوا کا قصہ جو جنت میں ان کے قیام سے لے کر اس روئے زمین پر آنے تک اور پھر زمین پر مختلف حالات و واقعات کے درمیان زندگی گزارنے پر مشتمل ہے۔یہ انسانی تاریخ کا پہلا قصہ تھا پھر جیسے جیسے اس روئے زمین پر انسانی معاشرہ وجود میں آتا گیا اس معاشرے میں بسنے والے انسانوں کی زندگیوں میں کئی طرح کے واقعات رونما ہوتے گئے اور مختلف کہانیاں جنم لیتی رہیں یہی کہانیاں اور قصے نسل در نسل اور سینہ بہ سینہ ایک معاشرہ سے دوسرے معاشرہ میں پہنچتے رہے ان داستانوں میں مافوق الفطرت عناصر جنوں، پریوں ،شہزادیوں اور شہزادوں کے کردار ہوتے تھے کبھی کوئی شہزادہ شہزادی کو حاصل کرنے کے لیے کوہ قاف جا رہا ہے تو کوئی شہزادی کو جنوں کے قبضہ سے چھڑانے کی کوشش کر رہا ہے۔ الغرض ان داستانوں کے قصہ کا تعلق مکمل طور پر خیالی دنیا پر مبنی ہوتا ہے اور اس کا حقیقت کے ساتھ دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہوتا۔صنعتی دور کے ساتھ ہی انسانی شعور بیدار ہونے لگا۔ناول نے جنم لیا۔ادب میں پہلی بار حقیقی زندگی کے واقعات و کرداروں کو پیش کیا گیا ویسے تو اردو ناول کا آغاز ایک اتفاقیہ کہانی لکھنے سے ہی ہوا لیکن پھر اس کے بعد فنی نقطۂ نظر کو مد نظر رکھتے ہوئے باقاعدہ پلاٹ کو تیار کر کے ناول لکھے گئے یہ صنف بڑی تیزی سے مقبولیت حاصل کرتی گئی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ ہوتا گیا اور یہ صنف ترقی کرتی گئی۔ناول ادب کی ایک اہم صنف ہے۔جسے

معرضِ وجود میں آئے ہوئے تین صدیوں سے زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔انگریزی ادب سے ناول اردو ادب میں متعارف ہوا۔ انگریزوں کی وسعت سے یہ انیسویں صدی کے آخر میں برصغیر میں متعارف ہوا اور آج ارتقاء کے کئی مراحل طے کر چکا ہے۔[۱]

لفظ ناول اطالوی زبان کے لفظ "Novela" سے اخذ کیا گیا ہے۔جس کے معنی نیا، انوکھا یا نویلا کے ہیں۔ انگریزی میں اسے ناول "Novel" کا نام دیا گیا۔چونکہ یہ صنف داستان کی ترقی یافتہ صورت تھی۔اس لیے اس کا مطلب نئی چیز ہے۔اس کا نام ہی ناول رکھ دیا گیا ناول سے پہلے نثری ادب میں داستانیں اور تمثیل وغیرہ شامل تھیں۔جن میں ایسے قصے اور کہانیاں وغیرہ بیان کیے جاتے تھے جو حقیقت سے دور اور من گھڑت باتوں سے بھرپور ہوتے۔ناول کیونکہ زندگی کے قریب تر واقعات پر مشتمل ہوتا ہے۔اور اس میں زندگی کی تلخیوں، حقیقتوں اور پیچیدگیوں اور لطافتوں کو موضوع بنایا جاتا ہے اس لیے جب یہ صنف نئی نئی معرضِ وجود میں آئی تو لوگوں کے لیے یہ انوکھی اور نئی چیز تھی۔اس لیے اسے ناویلا کا نام دیا گیا۔ڈکشنری آف لٹریری ٹرمز (Dictionary of literary terms) میں ناول کو کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

Novel derived from Italian novella tale' piece of new, and now applied to a wide variety of writings whose only common attribute is that they are extended pieces of prose fiction.[2]

سہیل بخاری نے ناول کی تعریف کچھ یوں کی ہے:ناول اس نثری قصے کو کہتے ہیں۔جس میں کسی خاص نقطۂ نظر کے تحت زندگی کے حقیقی واقعات کی عکاسی کی گئی ہو۔[۳]چونکہ اردو ادب میں یہ صنف انگریزی ادب کے توسط سے آئی لہٰذا اس کا نام اردو میں بھی ناول ہی رکھ دیا گیا۔اگر اردو میں ناول کے معنی دیکھے جائیں تو ناول سے مراد، تفصیلی کہانی یا قصہ ہے جو نثر میں لکھا گیا ہو۔قومی انگریزی اردو لغت میں ناول کی تعریف ان الفاظ میں لکھی گئی ہے :نثری قصہ جس میں کم و بیش پیچیدہ پلاٹ کے ساتھ حقیقی زندگی کے کردار، افعال اور مناظر پیش کئے جائیں۔[۴]ناول داستان اور افسانہ دونوں سے مختلف ہے۔تاہم اردو کے مختلف محققین اور نقاد نے اس کی تعریف مختلف انداز میں کی ہے۔ڈاکٹر احسن فاروقی ناول کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:ناول داستا ن یا افسانے کی ایک زیادہ ترقی یافتہ نوعیت ہے۔[۵]ناول کی یہ تعریف کسی بھی لحاظ سے ناول کے مفہوم کو واضح نہیں کرتی۔اس کی مزید ایک تعریف جو آل احمد سرور لکھتے ہیں:ناول ایک مسلسل قصے کا دوسرا نام ہے۔ناول کا اصل مقصد تفریح ہے۔دلچسپی قائم رکھنا اس کے لئے ضروری ہے۔[۶]کشاف تنقیدی اصطلاحات میں ناول کے معنی یوں ہیں:ادبیات کی اصلاح میں ناول کے معنی ہیں کسی معقول جواز کی بنیاد پر کسی عبارت سے ایسے معنی اخذ کرنا جو عبارت کے الفاظ اور اس کے لغوی اور وصفی عدالتوں سے براہ راست حاصل نہ ہوں۔[۷]

ناول کا بنیادی موضوع تو انسانی زندگی کی عکاسی ہے۔اور تمام ناولوں میں بیان کیے جانے والے موضوعات کا محور و مرکز بھی انسان ہی ٹھہرا۔ڈاکٹر ممتاز حسین اس بارے میں کہتے ہیں:علمی کتابیں تو بے شمار موضوعات پر لکھی جاسکتی

ہیں۔لیکن ناول کا موضوع ایک ہی ہوتا ہے اور وہ ہے زندگی۔(۸) علی عباس حسینی” ناول کی تاریخ وتنقید“میں چند نقادوں کی ناول کے متعلق آراء کچھ یوں بیان کرتے ہیں:سٹیولسن نے ناول کو نثر میں قصہ بیان کرنے کا فن قرار دیا ہے۔گرانٹ کسی نائٹ نے ناول کوایک حقیقت نگار نثری قرار دیا ہے۔بیکر نے ناول کو نثری بیانیہ قصے کے ذریعے انسانی زندگی کی ترجمانی قرار دیا ہے۔پریٹلی کے نزدیک ناول زندگی کے لیے ایک آئینہ کے فرائض انجام دیتا ہے۔آرنلڈ بینٹ نے قرار دیا ہے کہ ناول نگار وہ ہے جو زندگی کا بغور مطالعہ کرے اور اس سے اس قدر متاثر ہو کہ وہ اپنے مشاہدے کاحال دوسروں سے بیان کیے بغیر نہ رہ سکے اور اپنے جذبات کے اظہارکے لیے قصہ گوئی کو سب سے موزوں اور مناسب ذریعہ و آلہ سمجھے۔(۹)ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی ناول کا مفہوم کچھ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:ناول کا لفظ ہمارے یہاں مغربی ادب بالخصوص انگریزی کے اثر سے آیا اس کا اطلاق نثر میں ایسے قصے پر ہوتا ہے جن میں ایک واضح منظم پلاٹ ہو اور جس میں خیالی کہانیوں کی بجائے زندگی کے مسائل، معاملات اور واقعات بیان کیے جائیں اور نہ تو قدیم داستانوں کی طرح اتنا طویل ہو کہ ایک داستان لکھنے کے لیے کئی کئی مصنّفین کی ضرورت ہو اور نہ اتنا مختصر کہ چائے کی ایک پیالی پر لکھا اور پڑھا جاسکے۔اسی طرح واقعات پر کرداروں کے لیے مناظر کا پسِ منظر بھی ضروری سمجھا جاتا ہے۔(۱۰)ابوالاعجاز حفیظ صدیقی کشاف تنقیدی اصطلاحات میں لکھتے ہیں :ناول سے مراد سادہ زبان میں ایسی کہانی ہے۔جس میں انسانی زندگی کے معمولی واقعات اور روزانہ پیش آنے والے معاملات کو اس انداز میں بیان کیا جائے کہ پڑھنے والے کو اس میں دلچسپی پیدا ہو۔یہ دلچسپی پلاٹ، منظر نگاری، کردار نگاری اور مکالمہ نگاری سے پیدا کی جاتی ہے۔(۱۱)احسن فاروقی لکھتے ہیں:ناول نہ زندگی کی ہو بہو تصویر ہوتی ہے اور نہ محض تنقید حیات وہ تجدید حیات ہے اس لیے کیونکہ یہ بات طے ہے کہ ناول کیسا ہی حقیقی کیوں نہ ہو وہ ہرگز دلچسپ نہیں ہوسکتا۔جب تک کہ اس میں تخیل کی آمیزش نہ ہو اور کوئی بھی داستان ایسی نہیں دکھائی جاسکتی جس میں تخیل کی فراوانی کیساتھ ساتھ کچھ نہ کچھ حقیقت نہ ملی ہو۔(۱۲)

غرضیکہ ان تمام تعریفوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ ناول ادب کی ایسی صنف ہے جس میں زندگی کے تمام خاص و عام پہلوئوں کو موضوع بناکر حالات و واقعات کو دلچسپ پیرائے میں بیان کیا جاتا ہے۔جیسا کہ ان تمام تعریفوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ناول ایک فن ہے اور یقیناً اسے پیش کرتے ہوئے کچھ اصولوں اور ہیت کے تقاضوں کو بھی مدِ نظر رکھنا پڑتا ہے۔

کوئی بھی فن زندگی کا آئینہ دار ہوتا ہے۔فن کار کبھی بھی اپنی ہستی کو اپنے فن پارہ سے الگ نہیں کرسکتا وہ انہیں چیزوں کو دیکھتا ہے اور پھر انہیں کو اپنے فن کے ذریعہ بیان کرتا ہے۔جن کی طرف اس کا مزاج مائل ہو۔وہ اپنے مشاہدے سے رائے قائم کرتا ہے اور پھر یہی رائے اس کے تجربات کا نچوڑ ہوتی ہے۔ہر فن کار زندگی کی مکمل تصویر نہیں پیش کرسکتا وہ صرف ایک آدھ پہلو ہی کو بیان کرسکتا ہے۔اور اس پہلو میں وہ زندگی کی بھرپور تصویر پیش کردیتا ہے۔فن کا مقصد بھی یہی ہے۔یہ زندگی کو اسی طرح بیان کرتا ہے ناول میں کہ جو چیز زندگی میں موجود نہیں ہوتی وہ

ظاہر ہوجاتی ہے۔اور یہی چیز ناول کے ذریعہ اظہار ہونے والی زندگی کو ایک خاص معنی اور اہمیت دے دیتی ہے۔ناول نگار اپنے شاعرانہ تخیل کی وجہ سے زندگی کو نئے طریقے سے روشناس کرواتا ہے۔ناول میں ایک خاص قسم کی ترتیب تسلسل اور وحدت ہونا ضروری ہے۔ویسے تو زندگی ہر قسم کے اختلافات، تضاد اور تنوع سے بھرپور ہے۔ناول کو پڑھ کر قاری یقینا ایک لطیف زندگی کا لطف اٹھاتا ہے۔ناول ہماری حقیقی زندگی سے لیا گیا ہوتا ہے تخیل کی مدد سے ناول نگار اس میں رنگ بھرتا ہے یہی وجہ ہے کہ ناول کے کردار بھی عام حقیقی زندگی کی نسبت مکمل ہوتے ہیں۔جبکہ حقیقی زندگی میں بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی کردار ہر لحاظ سے مکمل ہو۔ناول ان تمام آرا، خیالات، نتائج،احساسات،اقدار کے ملنے جلنے سے ظہور میں آتا ہے۔جو ناول نگار کے ذہن میں بھرے ہوتے ہیں۔

ناول کے مواد اور اس کی ہیئت میں جسم و روح کا تعلق ہے۔اور یہ وہ شکل ہے جو قصہ کی غرض، وجہ یا موقع سے وابستہ ہے۔ناول میں پلاٹ کا مطلب محض واقعہ کو ایک پُر اثر طریقہ میں ظاہر کردینا ہوتا ہے۔اس طریقے کااثر نقطۂ نظر پر ضرور پڑتا ہے۔کیونکہ ناول نگار کو کافی کانٹ چھانٹ کرنی پڑتی ہے۔مگر اچھا فن کار پلاٹ اور نقطۂ نظر کو اس طرح بالکل ایک بنا دینے میں کامیاب ہوتا ہے۔جیسا کہ اچھا شاعر عروضی پابندیوں کے باوجود بھی اچھا شعر کہہ لیتا ہے۔کسی بھی ناول کے لیے واقعہ کا ہونا ضروری ہے۔اکثر ناولوں میں واقعہ ہی اتنا اچھا اور پُر لطف ہوتا ہے کہ بذات خودقصہ ہوجاتا ہے۔لیکن قصہ، واقعہ اور غرض کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسے چند الفاظ میں پورا کیا جاسکے۔اکثر مقصد اتنا طویل ہوتا ہے کہ خاص کردار کی پوری زندگی کو اپنے دائرہ میں شامل کرلیتا ہے۔یا کسی خاندان کے پُشت در پُشت واقعات کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے۔مقصد اور واقعہ دو الگ الگ چیزیں ہیں جو ناول میں بیان کی جاتی ہیں۔کبھی ناولوں میں یہ مقصد بعض اوقات اخلاقی سبق کی حیثیت اختیار کرلیتا ہے۔اور کبھی قصہ سے زیادہ اہم ہوجاتا ہے۔آج کل ادب برائے زندگی کو ماننے والے زیادہ تر مقصد ہی کو اہمیت دیتے ہیں اس لیے ان کے قصہ کی وہ حیثیت ہوتی ہے جیسے کوئی واعظ کسی مذہبی مسئلہ کو واضح کرنے کے لیے قصہ بیان کرتے ہیں۔

ناول کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں انسانی قدروں کی پاسداری کی جاتی ہے۔مختلف انسانوں کی الگ الگ قدروں کی باہمی کش مکش اور قدروں کی آپس میں جنگ ہر ناول میں ملتی ہے۔کہیں سوسائٹی اور کسی مجرم کی مختلف قدروں میں، کہیں نئی پود اور پرانی پود کی قدروں میں، غرضیکہ ہر ناول میں قصہ کی بنیاد دو متضاد قدروں کے باہمی جھگڑے ہی پر مبنی ہوتی ہے۔پھر ہر فرد اپنی ذاتی قدریں رکھتا ہے۔اس کی امیدیں، طرزِ عمل، عقائد سب سے الگ ہوتے ہیں۔اور یہی چیزیں اس کو انفرادی حیثیت دے کر دوسرے افراد سے ممتاز کرتی ہیں۔ناول میں اس طرح کے متعدد افراد جمع ہوتے ہیں۔اور ان کی امیدوں اور جذبات میں تصادم پیدا ہوجاتا ہے۔یہ تصادم ہی ناول کو دلچسپ بناتے ہیں، بعض ناولوں کی دلچسپی ایک ہی شخص کے دماغ میں دو متضاد قدروں کے تصادم کی وجہ سے ہوتی ہے۔بعض ناولوں میں نئی قدریں پیش کی جاتی ہیں اور بعض میں پرانی قدروں کو ہی نئے سانچے میں ڈھال کر بیان کیا جاتا ہے۔اس عمل کے دو

طریقے ہیں۔ایک یہ کہ ناول نگار اپنے نامزد کو نئی قدروں سے مانوس کرتا ہے۔دوسرے ان نئی قدروں کو ایسے افراد کے کردار میں شامل کرتا ہے جس کی ہستی ناظرین کے لیے بہت زیادہ دلکش ہو۔بعض اوقات ناول کی دلچسپی قدروں کے اختلاف ہی سے پیدا ہوتی ہے۔اور ناول کی خیالی دنیا میں یہ قدریں عام زندگی سے زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔ان قدروں کا اظہار بعض اوقات ناول نگار زیادہ تر اپنے بیانات کے ذریعہ سے کرتا ہے۔اشخاص، مقامات، معاملات وغیرہ کے بیانات میں بھی ان قدروں کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔مکالموں میں یہ قدریں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ہر کردار کی ہر بات میں ان قدروں کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔مکالموں میں یہ قدریں پوشیدہ ہوتی ہیں اور کردار ان قدروں کا اظہار کرتے ہیں۔

ناول کی ابتداء سے پہلے قصوں اور داستانوں میں کوئی نہ کوئی اخلاقی سبق ضرور بیان کیا جاتا تھا اور اسی سبق کو قصہ کا ماحصل یا نتیجہ سمجھا جاتا تھا۔ناول میں اس طریقہ کو بالکل ختم کردیا گیا مگر ہر ناول میں کچھ نہ کچھ معنویت ضرور ہوتی ہے۔عام طور پر ناول نگار اس معنویت کو پنہاں رکھنا ہی بہتر سمجھتے ہیں۔اس معنویت کو عمومی طور پر بیان نہیں کیا جاتا ناول میں معنویت کا ہونا ضروری ہے۔ادبی قسم کے ناولوں میں کردار کے کاموں سے زیادہ اہم مقصد ہوتا ہے۔عامیانہ ناول معنویت سے خالی ہوتے ہیں۔اکثر ناولوں میں خود نفس واقعہ ایک معنویت لے آتا ہے۔بعض ناولوں میں نفس واقعہ سے تو کوئی معنویت ظاہر نہیں ہوتی مگر یہ معنویت اس تمام تجربہ پر پھیلی ہوئی ہوتی ہے۔جو ناول میں پیش کیا جاتا ہے۔ناول میں زندگی کا اظہار زیادہ تر کردار نگاری کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ناول کے کردار کو زندگی کے مطابق ہونا چاہیے کیونکہ جس حد تک یہ زندگی کے مطابق ہوں گے اتنے ہی زیادہ دلچسپ ہوں گے ناول میں کردار کھل کر سامنے آتے ہیں۔رفتہ رفتہ ان کی بدولت ہر بات قاری کے سامنے آجاتی ہے۔جبکہ زندگی میں جن افراد سے سامنا ہوتا ہے کبھی بھی اس کی تمام تر حقیقت کھل کر سامنے نہیں آتی۔جبکہ ناول میں ان کی معلومات کھل کر قاری کے سامنے آجاتی ہیں۔جبکہ ناول میں ساری دلچسپی ہی ان کی وجہ سے ہوتی ہے۔یہی کردار قاری کے ساتھ ایک خاص تعلق پیدا کرلیتے ہیں اور پھر ان کے بارے میں قاری کے ذہن میں وہی رائے شامل ہوجاتی ہے جو ناول نگار نے ظاہر کی ہے۔یہ کردار مستقل طور پر اپنی پہچان بنالیتے ہیں۔ناول کے کردار میں ایک استواری ہوتی ہے۔جو زندہ افراد میں نہیں ملتی اور یہ صفت بھی ان کو دلچسپ بنانے میں مدد دیتی ہے۔کیونکہ ناول کے ہر کردار کا ہمارے دماغ میں ایک خاص تصور قائم ہوجاتا ہے۔حد سے زیادہ استواری بھی کردار کو زندگی سے دُور لے جاتی ہے۔اور بے مزہ بنادیتی ہے۔ناول نگار کا فن یہ ہے کہ وہ استواری اور ناستواری کو اس طرح سمائے کہ کردار نہ تو زندگی سے بالکل الگ ہوجائے نہ بالکل قریب۔احسن فاروقی کی رائے میں:

"ناول نگار کو نہ تو زندگی کا فوٹو گراف پیش کرنا ہے، اور نہ محض خیالی تصور، بلکہ حقیقت اور مجاز مِل جل کر اس کی تخیل میں ایک مخصوص صورت اختیار کرلیتے ہیں۔اس کو پیش کردینا ناول نگار کا کام ہے۔"(۱۳)

ناول انسانی فطرت کا درس دیتے ہیں۔کردار اپنی بات چیت کے ذریعہ اپنا جیتا جاگتا تصور پیش کرتے ہیں۔اس کی حرکات اور بات چیت سے ناول میں جان پڑتی ہے۔ناول میں پیش کی جانے والی زندگی کا انکشاف دراصل ناول نگار کی

رائے کا ہی اظہار ہوتا ہے۔ناول نگار کا مقصد محض ایک خیالی دنیا ہی کو ناظر کی دلچسپی کے لیے آباد کر دینا نہیں ہوتا۔ اصل میں وہ اس کیفیت اور اس جذبہ کو پھر سے زندہ کرتا ہے۔جو کسی کردار یا کسی واقعہ کی وجہ سے اس پر طاری ہوا تھا۔اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دنیا کے کسی پہلو سے متاثر ہوکر جو کیفیت اس پر طاری ہوئی تھی۔ قاری پر بھی طاری ہوجائے۔عموماً قاری ناول نگار کا ہم خیال ہوجاتا ہے۔کیونکہ وہ شعوری طور پر کسی کردار سے ہمدردی ظاہر کرے تو بھی وہ ناول نگار کا ہم رائے بنتا ہے کبھی غیر شعوری طور پر ناول نگار اپنے تئیں ظاہر کرتا جاتا ہے۔

ناول ایسا ہونا چاہیے جس میں ناول نگار اپنی تخیلی دنیا کو قارئین کے لیے تخلیق کرے۔کیونکہ اسے قارئین کی توجہ اور دلچسپی پوری طرح حاصل کرنی ہوتی ہے۔ناول نگار زندگی کے حقیقی مسائل پیش کرتے ہوے اپنے تخیل کی مدد سے ان میں رنگ بھر دیتا ہے کہ قاری کی دلچسپی برقرار رہے۔وہ باتیں جو زندگی میں دُھندلی ہوتی ہیں۔وہ ناول میں صاف اور نمایاں ہوجاتی ہیں۔ناول زندگی کا آئینہ ہے مگر اس آئینہ میں زندگی کا عکس گہرے اور بدلے ہوئے حالات اختیار کرلیتا ہے۔نہ صرف کردار بلکہ پورا قصہ کچھ ایسی چیز ہوجاتا ہے جو زندگی کے واقعات سے مختلف ہوتا ہے۔اور قصہ کی حقیقت زندگی کی حقیقت سے بالکل اس طرح مختلف ہوتی ہے جیسے کسی تصویر میں بنا ہوا درخت کسی اصلی درخت سے مختلف ہو مگر یہ فنی حقیقت اس قسم کی ضرور ہوتی ہے کہ ناظر اس کو زندہ حقیقت کے موافق سمجھنے لگتا ہے۔ناول، زندگی کا نقشہ اس معنی میں نہیں ہے کہ اس ناول نگار نے کسی زندہ کردار کا ہو بہو نقشہ پیش کردیا ہے۔بلکہ اس معنی میں ہے کہ ناول کا مواد وہ زندگی ہے جس کو اس نے اپنے احساسات و خیالات کے مطابق پیش کیا ہے۔[۱۴]ڈاکٹر محمد احسن فاروقی"ناول کیا ہے" میں لکھتے ہیں:"ناول نگار کی نگاہ عوام کی نگاہ سے تین طرح پر مختلف ہوتی ہے اول وہ انسانی فطرت کی گہرائی تک پہنچ جاتا ہے۔دوسرے وہ فطرت سے وہ جزئیات اخذ کرلیتا ہے جو دائمی ہیں۔اور تیسرے ان جزئیات کو ملاکر ایک ایسی چیز تیار کرتا ہے جو اگر بالکل حقیقی نہیں تو حقیقت کے قریب ضرور ہے۔[۱۵]ناول نگار کا اہم فرض تخلیق ہے اور اس کی تخلیق اس طرح ہوتی ہے کہ ہم اس کی بابت سب کچھ جان لیتے ہیں۔زندگی کے کئی مراحل ہیں۔پیدائش، کھانا، سونا، محبت اور موت یہ سب ناول میں زندگی ہے کچھ مختلف شکل اختیار کرلیتی ہیں۔پیدائش کا بیان عموماً ہوتا ہی نہیں ہے۔موت کے بیانات اکثر خاص جذباتی اثر قائم کرنے کے لیے ملتے ہیں۔ناول نگار مرنے والے کی کسی خاص حالت کو لے لیتا ہے اور اس کے تحت مرتے وقت کی کیفیات بیان کردیتا ہے۔کھانے کے بیان بھی شاذو نادر ہی ہوتے ہیں۔ عموماً سونا کسی خواب کے سلسلہ میں بیان ہوتا ہے۔

اعلیٰ پایہ کے ناول نگار ہمیشہ زندگی کے اس دائرے کا ذکر کرتے ہیں جو اِن کے ذاتی تجربہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ناول نگار کے لیے زندگی کا ذاتی تجربہ ہونا ضروری ہے تاکہ وہ صحیح معنوں میں زندگی کے جس بھی پہلو کی عکاسی کرے بھرپور کرے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ناول نگار اپنی طبیعت سے اس بنیاد پر ایسی عمارت تیار کرے جو اصل زندگی کے مطابق ضرور ہو مگر کچھ مختلف بھی ہو۔

حوالہ جات

۱۔ احسن فاروقی، ڈاکٹر،ناول کیا ہے ،لاہور: دردا کادمی، ۱۹۴۸، ص۱۲۸

2 ۔ J. Cuddon J.A: Dictionary of Literary Terms, Penguim, 2000, P 599

۳۔ سہیل بخاری، اردو ناول نگاری،لاہور: مکتبہ جدید، ۱۹۶۰، ص ۱۱

۴۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، مرتب: قومی انگریزی لغت، طبع پنجم، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۲، ص ۱۳۲۸

۵۔ احسن فاروقی، ڈاکٹر، اردو ناول کی تنقیدی تاریخ، لاہور: اردو اکیڈمی، ۱۹۶۲، ص ۸

۶۔ ممتاز احمد خاں، ڈاکٹر، آزادی کے بعد اردو ناول، کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۹۷، ص ۳۹

۷۔ ابو الاعجاز، حفیظ صدیقی: کشاف تنقیدی اصطلاحات، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ۱۹۸۵

۸۔ ممتاز احمد خاں، ڈاکٹر، آزادی کے بعد اردو ناول، کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۹۷، ص ۳۹

۹۔ علی عباس حسینی، ناول کی تاریخ و تنقید، لاہور: اردو اکیڈمی، ۱۹۶۴، ص ۵۵

۱۰۔ ابو اللیث صدیقی، آج کا اردو ادب۔جدید اردو ناول، لاہور: فیروز سنز، ص ۱۹۷۔۱۹۸

۱۱۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی،مرتب: کشاف تنقیدی اصطلاحات، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵، ص ۲۴

۱۲۔ احسن فاروقی، ڈاکٹر، ناول کیا ہے، لاہور: دردا کادمی، ۱۹۶۴، ص ۳۱

۱۳۔ احسن فاروقی، ڈاکٹر، ناول کیا ہے، ص ۴۱

۱۴۔ ایضاً، ص ۶۲

۱۵۔ ایضاً، ص ۹۳